جس وقت یہ پرچہ آپ کے ہاتھوں پہنچے گا۔ اس وقت ماہِ رمضان کا آغاز ہو چکا ہو گا۔ وہ لوگ خوش قسمت اور مبارکباد کے مستحق ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے یہ سعادت بخشی ہے۔ کہ وہ اس ماہ اپنی گذشتہ خطاؤں کی معافی مانگ کر اس کی برکات وثمرات سے اپنا دامن بھر لیں گے۔ یہ مہینہ رحمتوں اور برکتوں کا مہینہ ہے۔ صبر و استقامت کا مہینہ ہے۔ اور انوارِ الٰہی کے نزول کا مہینہ ہے۔ اگرچہ سال کے ہر حصہ میں تلاوت قرآن پاک ایک بہت بڑا کارِ ثواب ہے۔ لیکن اس ماہ اس کی بکثرت تلاوت کرنی چاہیئے۔ خصوصاً رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں تو تمام تر توجہ دیگر مصروفیات چھوڑ کر تلاوت قرآن اور ذکرِ الٰہی میں مبذول کر دینی چاہیئے۔ اس مبارک عشرہ میں ہی لیلۃ القدر ہے۔ جو ایک ہزار مہینہ کی راتوں سے افضل اور بہتر ہے۔ اس مہینہ میں صبح روزہ رکھنا فرض اور رات کو قیام کرنا سنت ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ کہ

من قام رمضان ایماناً واحتساباً غفرلہٗ ما تقدم من ذنبہٖ	جس شخص نے رمضان میں خلوصِ نیت اور حصولِ ثواب کی خاطر قیام کیا اس کے تمام سابقہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

ملک میں جزوی جمہوریت کے آغاز پر جمعیۃ اہل حدیث پاکستان نے بھی اپنی سیاسی مہم کا آغاز کر دیا ہے۔ اس سلسلہ میں جمعیۃ اہلِ حدیث پاکستان کے زیرِ اہتمام پہلا عظیم الشان اور فقید المثال جلسہ عام مورخہ ۸۶، ۴، ۱۸/ بروز جمعۃ المبارک موچی دروازہ لاہور میں منعقد ہوا یہ جلسہ جمعیت کی تاریخ میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس جلسہ سے ملک بھر کے کروڑوں اہلِ توحید کی دلی تمنا بر آئی اور انہیں یہ محسوس ہوا کہ ملک میں وہ بھی ایک عظیم قوت اور طاقت ہیں۔ بدقسمتی سے اس سے قبل یہ طاقت منتشر تھی مگر اب خدا تعالیٰ کے فضل وکرم اور

جمعیۃ کے مرکزی رہنما حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب اور علامہ احسان الٰہی ظہیر صاحب کی قیادت میں یہ طاقت مجتمع ہوچکی ہے۔ اس میں نظم و ضبط اور جذبہ و ولولہ پیدا ہو چکا ہے۔ اور اب امید ہے کہ ان عظیم رہنماؤں کی قیادت میں ملک بھر کے اہلِ حدیث جمع ہو کر اس ملک میں اپنا سیاسی کردار ادا کرنے کے لیئے تیار ہو جائیں گے۔ جس طرح وطنِ عزیز کی زمینی سرحدیں خطرہ میں ہیں۔ اس طرح اس کی نظریاتی سرحدیں بھی شدید خطرات سے دوچار ہیں۔

کہیں سوشلزم، کمیونزم اور بھٹوازم کے نعرے لگائے جا رہے ہیں۔ اور کہیں نفاذِ فقہ حنفیہ اور نفاذ فقہ جعفریہ کے مطالبات کیئے جا رہے ہیں۔ سب لوگ اپنی اپنی فقہ اور ازم کے لیئے لڑ رہے ہیں، مگر اہلحدیث کے سوا اور کوئی نہیں جو یہ کہے کہ یہ ملک کسی ازم اور کسی فقہ کے لیئے نہیں بلکہ کتاب و سنت اور قرآن و حدیث کے نام پر بنایا گیا ہے۔ اور یہاں ان دونوں کا ہی نفاذ ہونا ضروری ہے۔ جب ہر طرف سے قرآنِ مجید اور حدیثِ نبوی کو بھول کر اور پسِ پُشت ڈال کر اپنے اپنے نظریات کو اس ملک پر مسلط کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ ایسے حالات میں اس ملک کے کروڑوں اہلِ حدیث حضرات کی ذمہ داریاں بہت بڑھ جاتی ہیں۔ کیونکہ یہ ہی ایک ایسی جماعت ہے۔ جو ان کی امین اور خدمت گار ہے

لاہور کے بعد دوسرا بڑا اہم جلسہ سیالکوٹ میں منعقد ہوا۔ یہ بھی ایک تاریخ ساز جلسہ تھا۔ یہ جلسہ بھی ملک بھر کے موحدین کے دل کی آواز تھا۔ عوام کا جوش و خروش اور ولولہ و جذبہ قابلِ دید تھا۔ ہر طرف عوام کا ایک بے پناہ ہجوم اور ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھا۔ جو سب اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور جمعیۃ اہلحدیث کے قائدین کی محنت اور خلوص کا نتیجہ تھا۔ اس جلسہ عام میں جمعیۃ اہلِ حدیث پاکستان کے ناظمِ اعلیٰ علامہ احسان الٰہی ظہیر صاحب نے بجا طور پر فرمایا کہ اہلحدیث کی تاریخ پھانسیوں اور تختہ دار کو زینت بخشنے کی تاریخ ہے۔ اور یہ کہ اہلِ حدیث ہر دور اور ہر زمانے میں جابر سلطان کے سامنے سینہ سپر رہے۔ اور ان کی گردن نے کبھی خم نہ کھایا جناب علامہ صاحب نے واشگاف طور پر اعلان کیا کہ جمعیۃ اہلحدیث پاکستان کا بچہ بچہ اس ملک میں سوشلزم، کمیونزم اور بھٹو ازم کا ڈٹ کر مقابلہ کرے گا۔ اور ان ازموں کو خاک میں ملا دے گا۔ (انشا اللہ الرحمٰن) اس ملک میں نفاذِ اسلام کے سلسلے میں جمعیۃ اہلِ حدیث پاکستان کی پالیسی بالکل واضح اور بے غبار ہے۔ ہم یہاں نہ کسی ازم کو آنے دیں گے اور نہ ہی کسی مخصوص فقہی نظریہ کو برداشت کریں گے۔

یہاں صرف اور صرف کتاب وسنت کا نظام نافذ ہوگا۔جس کے متعلق سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرما دیا ہے کہ۔

لن تضلوا ما تمسکتم بھما — جب تک تم ان دونوں (قرآن وسنت) کو مضبوطی سے پکڑے رکھو گے کبھی گمراہ نہ ہوگے۔

لہذا پاکستان کو ہر قسم کی گمراہی سے بچانے کے ضروری ہے کہ یہاں کتاب وسنت کا خالص اور شفاف نظام فی الفور جاری کیا جائے۔

سینٹ میں شریعت بل پیش کیا گیا ہے۔مختلف حلقوں کی طرف سے حکومت پر دباؤ ڈالا جا رہا ہے۔کہ وہ اس بل کو فوراً منظور کرے ان دباؤ ڈالنے والے حلقوں میں جماعت اسلامی کے زعماء اور دیگر مذہبی جماعتوں کے اکابرین جو سب کے سب حنفی مکتب فکر سے تعلق رکھتے ہیں بھی شامل ہیں۔ان حضرات کا خیال ہے۔کہ شریعت بل کی منظوری سے ملک میں اسلامی نظام نافذ ہو جائے گا۔اور اس طرح پاکستان کی تخلیق کا مقصد پورا ہو جائے گا۔مگر امر واقعہ یہ ہے۔کہ یہ بل وطن عزیز میں اسلامی نظام کے نفاذ کی بجائے فقہ حنفی کے نفاذ کا سبب بنے گا۔اور اس اعتبار سے اس بل کو شریعت بل کہنا ہی بے جا ہے۔اور اسے یہ نام دینے کی بجائے فقہ حنفی بل کا نام دیا جائے تو زیادہ موزوں ہوگا۔

اس شریعت بل میں جو شریعت کی تعریف کی گئی ہے۔وہ سراسر متعصبانہ اور فرقہ ورانہ ذہنیت کی غماز ہے۔اس بل کی رو سے کتاب وسنت کے علاوہ فقہاء کی آراء کو بھی شریعت ہی ظاہر کیا گیا ہے۔جو بالکل غلط اور نامناسب ہے۔کیونکہ شریعت تو صرف کتاب وسنت کا نام ہے۔اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی شارع نہ ہے نہ ہو سکتا ہے۔فقہاء کی آراء کتاب وسنت سے متصادم بھی ہیں۔اور ان کے خلاف بھی۔مسئلہ طلاق ثلاثہ میں چاروں فقہاء (امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ) کا مسلک کتاب وسنت کے خلاف ہے۔اور شریعت کے اعلیٰ مقاصد کے منافی ہے۔لہذا فقہاء کی آراء کو کیسے شریعت کہا جا سکتا ہے۔اس کے علاوہ یہ بات بھی انتہائی قابل غور ہے۔کہ چاروں ائمہ میں سے صرف امام ابوحنیفہؒ ایک ایسے بزرگ ہیں۔جن کی اپنی کوئی فقہی مسائل پر تصنیف نہیں۔صرف ان کے بعض تلامذہ نے ان سے چند مسائل نقل کیے ہیں۔اور

پھر ان مسائل کو بنیاد بنا کر مسائل در مسائل کا استخراج کیا گیا ہے۔ کیا اس طرح کے مسائل جو بعد میں آنے والے حنفی علماء نے مستنبط کیئے ہیں۔ اور ان کو امام ابو حنیفہؒ کی طرف منسوب کر کے فقہ حنفی کا حصہ بنا دیا ہے۔ وہ بھی شریعت ہیں۔ اور ان کو "دین" کا درجہ حاصل ہے۔ ہماری رائے میں اس وقت جو شریعت بل پیش کیا گیا ہے۔ وہ انتہائی ناقص اور کوتاہ نظری پر مبنی ہے۔ لہذا اس امر کی ضرورت ہے کہ اس بل کو موجودہ شکل میں قطعاً منظور نہ کیا جائے۔

اور اسے صحیح اسلامی بل بنانے کے لیئے مستند علماء جن میں اہلِ حدیث علماء بھی شامل ہوں کے سامنے پیش کیا جائے۔ ورنہ خطرہ ہے کہ اس بل کی آڑ میں ملک میں اسلام کی بجائے فقہ حنفی نافذ ہو جائے گی۔ جو مزید خلفشار اور فرقہ واریت کا باعث بنے گی۔

بقیہ: سورتوں کا شان نزول اور پس منظر

(۱۰۹) سورۃ الکافرون

سے نبوی میں مکہ معظمہ میں نازل ہوئی۔ اس سورۃ میں کفار کو صاف صاف جواب اور ان کی بات نہ ماننے کا قطعی فیصلہ، مذہبی امور میں عدم رواداری کی تلقین کا بیان ہے۔

(۱۱۰) سورۃ النصر

۱۰ھ میں مدینہ منورہ میں نازل ہوئی۔ اس سورۃ میں مکمل کامیابی کے مناظر، اور وصال مبارک کی طرف اشارہ ہے۔

(۱۱۱) سورۃ اللہب

سے نبوی میں مکہ معظمہ میں نازل ہوئی، اس سورۃ میں ابو لہب کو تہدید و توبیخ کی گئی ہے۔

(۱۱۲) سورۃ اخلاص

سے نبوی میں مکہ معظمہ میں نازل ہوئی۔ اس سورۃ میں توحیدِ الٰہی کا بیان ہے۔

(۱۱۳-۱۱۴) سورۃ الفلق والناس

ان دونوں سورتوں کے مکی اور مدنی ہونے میں اختلاف ہے۔ بیشتر روایات اور اقوال ان کے مدنی ہونے کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ حافظ ابنِ کثیر (۷۷۴ھ) نے ان کو مدنی قرار دیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ان دونوں سورتوں کو قرآن میں شامل نہیں کرتے تھے۔ البتہ وہ اس کے قائل تھے۔ کہ یہ دونوں سورتیں آسمان سے نازل ہوئی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان سے رقیہ فرمایا کرتے تھے۔ حافظ ابنِ کثیر نے یہ بھی لکھا ہے۔ کہ آخر میں حضرت ابن مسعودؓ نے اپنے قول سے رجوع کر لیا تھا۔ (تفسیر ابن کثیر، ج ۴، ص ۵۷۴)